فہرست مضامین

حرف آغاز

اسپرم بینک: تصور، مسائل اور اسلامی نقطۂ نظر	محمد رضی الاسلام ندوی	۵

تحقیق وتنقید

سابقہ شریعتوں سے استدلال اور امام بخاریؒ کا موقف	جناب عبد الغفار	۲۵

بحث ونظر

حکم رانوں کا عدالتی استثناء (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جائزہ)	جناب مقبول حسن	۳۹

سیر وسوانح

مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ اور مجلس احرارِ اسلام	ڈاکٹر محمد عرفان قاسمی	۵۵

ترجمہ وتلخیص

امام راغب اصفہانیؒ اور مولانا فراہیؒ کے اصول تاویل کا تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر محمد یوسف الشربجی مترجم: مولانا ابوسعد اعظمی	۷۵

نقد واستدراک

غیبت۔ بدکاری سے زیادہ سنگین جرم؟	ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف	۹۷

رپورٹ سمینار

تہذیب وسیاست کی تعمیر میں اسلام کا کردار	ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی	۱۰۳

تعارف وتبصرہ

توضیحی اشاریہ تفسیر تدبر قرآن	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۱۱۳
حدیث اور علوم حدیث۔ مختصر تعارف	،، ،،	۱۱۵
جنائز (میت کے جامع مسائل)	،، ،،	۱۱۵
افکار مجیب	،، ،،	۱۱۶
عرب وہند کی علمی وادبی خدمات	مولانا محمد جرجیس کریمی	۱۱۸

خبر نامہ ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی (۵۱)		۱۱۹
مضامین کا انگریزی خلاصہ	،، ،،	۱۲۱۔ ۱۲۸

اس شمارے کے لکھنے والے

۱۔ جناب عبدالغفار
سبجیکٹ اسپشلسٹ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرس، کوٹ لکھپت، لاہور (پاکستان) dr.abdulghaffar01@gmail.com

۲۔ جناب مقبول حسن
صدر شعبۂ اسلامیات، بحریہ کالج کارساز، کراچی (پاکستان)
maqboolhassan313@gmail.com

۳۔ ڈاکٹر محمد عرفان قاسمی
شعبۂ دینیات (سنّی) مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
drirfantauheed@gmail.com

۴۔ ڈاکٹر محمد یوسف الشربجی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تفسیر وعلوم القرآن، فیکلٹی آف شریعہ وقانون، متحدہ عرب امارات یونی ورسٹی

۵۔ مولانا ابوسعد اعظمی
ریسرچ اسکالر، شعبۂ عربی، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
anislahi@gmail.com

۶۔ ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات، عبدالولی خاں یونی ورسٹی، مردان (پاکستان)
sirajulislam@awkum.deu.pk

۷۔ ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی
استاد، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
ziauddin.malik.falahi@gmail.com

۸۔ مولانا محمد جرجیس کریمی
رکن ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ
Jarjees.karimi@yahoo.com

۹۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی
سکریٹری تصنیفی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی

اسپرم بینک
تصور، مسائل اور اسلامی نقطۂ نظر

محمد رضی الاسلام ندوی

عصر حاضر میں میڈیکل سائنس کے میدان میں غیر معمولی اور حیرت انگیز ترقیات نے سماجی سطح پر بعض ایسے مسائل کھڑے کر دیے ہیں، جن سے نظامِ خاندان بری طرح شکست و ریخت سے دوچار ہے اور اس کے تانے بانے بکھر کر رہ گئے ہیں۔ ان میں حیوانات منویہ کی ذخیرہ اندوزی (Sperm Bank)، ان کا عطیہ (Sperm Donation) اور ان کے ذریعے مصنوعی تلقیح (Artificial insemination) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اسپرم بینک سے مراد وہ طبی مراکز ہیں جو عطیہ دہندگان (Donors) کا نطفہ حاصل کرتے ہیں اور مخصوص تکنیک کے ذریعے ان سے حیواناتِ منویہ الگ کر کے اور انھیں منجمد کر کے اپنے یہاں محفوظ کر لیتے ہیں، تاکہ بعد میں کوئی بھی عورت، جو بچہ چاہتی ہے، انھیں وہاں سے حاصل کر کے، ان کے ذریعے مصنوعی طور پر بار آور ہو جائے اور حمل کی مخصوص مدت گزرنے کے بعد بچہ کو جنم دے۔ اسپرم بینک کا آغاز چار دہائیوں قبل مغرب میں ہوا، لیکن اس مختصر عرصے میں پوری دنیا میں اسے قبولِ عام حاصل ہوا ہے اور بیش تر ممالک میں یہ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

فطری طریقۂ تولید اور اس میں نقائص

اسپرم بینک کا وجود فطری طریقۂ تولید میں پائے جانے والے بعض نقائص کے ازالے کے لیے ہوا ہے۔ نسل انسانی کے استمرار و تسلسل کے لیے قدرت نے مرد اور عورت کے جنسی اتصال کو ذریعہ بنایا ہے۔ دونوں کے اعضائے تناسل سے سیّال مادے

نکلتے ہیں۔ مرد کے خصیہ (Testes) میں اربوں حیواناتِ منویہ (Sperm) پائے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ کے انزال (Ejaculation) میں مرد کے عضو سے جو سیال مادہ (نطفہ/ Semen) نکلتا ہے، اس میں حیواناتِ منویہ کی تعداد 40 million سے 1.2 billion تک ہوتی ہے۔ عورت کے خصیۃ الرحم (Ovaries) میں تقریباً 2 million کیساتِ بیضیہ (Follicles) ہوتے ہیں۔ ان میں سے صرف چار سو پچاس (۴۵۰) ہی پوری عمر میں پختہ بیضہ (Mature Eggs) کے اخراج کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہر ماہ خصیۃ الرحم سے ایک بیضہ کا اخراج (Ovulation) ہوتا ہے۔ جنسی تعلق کے نتیجے میں مرد کے حیواناتِ منویہ (Sperm) میں سے ایک کا عورت کے اعضاء تناسل میں قاذفین (Fallopian Tubes) میں سے ایک میں اس کے بیضہ (Ovum) سے اتصال و امتزاج ہوتا ہے۔ اس طرح عملِ بارآوری (Fertilization) انجام پاتا ہے۔ یہ بارآور بیضہ بہت سے خلیوں میں تقسیم ہوتا ہوا اور مختلف مراحل سے گزرتا ہوا رحم (Uterus) میں اتر آتا ہے اور بارآوری کے چھٹے دن مستبطن الرحم (Endometrium) میں چپک جاتا ہے، پھر نشو ونما پاتے ہوئے جنین (Foetus) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ [۱]

جنسی اعضاء میں سے کسی عضو میں کوئی نقص ہو تو بارآوری اور تولید کا عمل انجام نہیں پا سکتا۔ یہ نقص عورت میں بھی ہوسکتا ہے اور مرد میں بھی۔ عورت میں نقص کی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً خصیۃ الرحم میں کسی نقص کے سبب اس سے بیضہ کا اخراج ممکن نہ ہو، یا قاذفین پیدائشی طور پر موجود نہ ہوں یا مسدود ہوگئے ہوں، یا عورت پیدائشی طور پر رحم سے محروم ہو، یا کسی مرض کے سبب اس میں بارآور بیضہ کا استقرار ممکن نہ ہو۔ مرد میں نقص کی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں کہ وہ قوتِ مردمی میں کمی کے سبب جماع پر قادر نہ ہو، یا اس کے نطفہ میں حیواناتِ منویہ کی تعداد کم اور ان کی حرکت کم زور ہو، یا نطفہ کو خصیوں سے عضوِ تناسل تک لانے والی رگیں مسدود ہوں، یا خصیے بے کار ہوں اور ان میں حیواناتِ منویہ کی پیدائش نہ ہو رہی ہو۔ [۲]

مصنوعی تلقیح کے میدان میں میڈیکل سائنس کی ترقیات

ان نقائص میں سے بعض خِلقی ہیں تو بعض اکتسابی (Acquired)۔ ان کے

علاج معالجہ کے سلسلے میں مغرب میں میڈیکل سائنس نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور ان کے ازالے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی ہیں۔ مثلاً:

۔ اگر عورت میں قاذفین سرے سے موجود نہ ہوں، یا کسی وجہ سے مسدود ہو گئے ہوں، جس کی بنا پر مرد کے نطفے سے عورت کے بیضے کا اتصال اور بار آوری، پھر رحم میں اس کی تنصیب نہ ہو پا رہی ہو تو عورت کا بیضہ اور مرد کا نطفہ حاصل کر کے دونوں کو ایک ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کو 'ٹیسٹ ٹیوب میں بار آوری' In Vitro Fertilization (IVF) کہا جاتا ہے۔ پھر اس بار آور بیضہ کو ایک متعین مدت کے بعد عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

۔ اگر کسی نقص کے سبب عورت کے خصیۃ الرحم سے بیضہ خارج نہ ہو پا رہا ہو، لیکن اس کا رحم بالکل ٹھیک اور استقرارِ حمل کی صلاحیت رکھتا ہو تو کسی دوسری عورت کا بیضہ لے کر اس کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے، یا شوہر کے نطفے سے دوسری عورت کا بیضہ اسی کے رحم میں بار آور کر کے، یا دونوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کر کے اس بار آور بیضہ کی تنصیب بیوی کے رحم میں کر دی جاتی ہے۔ اسے 'انتقال بیضہ' (Ovum Implantation) کہا جاتا ہے۔

۔ اگر مرد نطفہ اور عورت بیضہ فراہم کر سکتی ہے، لیکن عورت رحم کے کسی مرض میں مبتلا ہو، جس کی وجہ سے اس میں استقرار حمل نہ ہو سکتا ہو، یا وہ حاملہ ہونا نہ چاہتی ہو تو زوجین کسی دوسری عورت کے رحم کو کرایے پر لیتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب میں دونوں کے مادوں کا ملاپ کر کے حاصل شدہ جنین کو اس عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور ولادت کے بعد اس بچے کو زوجین کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بیوی سے بیضہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ شادی شدہ جوڑا اولاد کے لیے کسی دوسری عورت کی خدمات حاصل کرتا ہے، تاکہ شوہر کا نطفہ اس کے بیضے سے مل کر بہ صورت جنین اس کے رحم میں پرورش پائے۔ ان دونوں صورتوں کو 'قائم مقام مادریت' (Surrogacy) کا نام دیا گیا ہے۔

۔ اگر مرد کا نطفہ حیاتیاتی اعتبار سے صحت مند ہو اور اس میں تولیدی صلاحیت موجود ہو، لیکن وہ قوتِ مردمی میں کمی کے سبب جماع پر قادر نہ ہو، یا اس کے خصیوں سے

عضوِ تناسل تک نطفہ کو لانے والی رگیں مسدود ہوگئی ہوں تو اس کا نطفہ ایک سرنج میں لے کر عورت کے قناۃ عنق الرحم (Cervical Canal) کے ذریعے رحم میں پہنچادیا جاتا ہے، جہاں عورت کا بیضہ اس سے مل کر بارآور ہوجاتا ہے۔ اس طریقہ کو 'مصنوعی تلقیح' (Artificial Insemination) کہا جاتا ہے۔

۔ اگر مرد کے نطفہ میں حیواناتِ منویہ کا تناسب کم اور ان کی حرکت کم زور ہو، یا وہ تولیدی صلاحیت سے بالکل محروم ہو تو عورت کو بارآور کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص کا نطفہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے لے کر عورت کے بیضے کے ساتھ مصنوعی تلقیح کی جاتی ہے، پھر اسے عورت کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے۔ اسے 'عطیۂ حیوانِ منوی' (Sperm Donation) کہا جاتا ہے۔۳؎

مصنوعی تلقیح اور اسپرم بینک

مصنوعی تلقیح شوہر کے نطفے سے بھی ممکن ہے اور کسی اجنبی مرد کے نطفے سے بھی۔ اجنبی مرد کے نطفے سے مصنوعی تلقیح کا تجربہ پہلی مرتبہ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں کیا گیا۔

۱۹۰۹ء میں امریکن جرنل Medical World میں ڈاکٹر ایڈیسن ڈیوس ہارڈ (Addison Davis Hard) کا ایک مراسلہ شائع ہوا، جس میں انھوں نے دعویٰ کیا کہ پچیس سال قبل ۱۸۸۴ء میں جیفرسن میڈیکل کالج فیلاڈلفیا میں پروفیسر ولیم پن کوسٹ (Prof. William Pancoast) نے عطیۂ حیوانِ منوی کے ذریعے مصنوعی تلقیح کا کامیاب تجربہ کیا تھا۔ یہ تجربہ ایک ایسی عورت پر کیا گیا جو ڈاکٹر ولیم کی مریضہ تھی۔ اس کے بارے میں اس کے شوہر نے بتایا کہ شادی کے کافی دن گزر جانے کے باوجود اسے بچہ نہیں ہوا ہے۔ ڈاکٹر نے عورت کے تمام ٹیسٹ کیے، لیکن وہ ہر لحاظ سے نارمل نکلی۔ شوہر کا ٹیسٹ ہوا تو اس کے نطفے میں حیواناتِ منویہ اتنے کم پائے گئے کہ ان کے ذریعے استقرارِ حمل ناممکن تھا۔ ڈاکٹر نے اپنے طلبہ کے سامنے یہ کیس رکھا تو ان میں سے کسی نے مشورہ دیا کہ کلاس کے سب سے اسمارٹ لڑکے کا نطفہ لے کر اس کے ذریعہ عورت کو بارآور کردیا جائے۔ یہ تجربہ کیا گیا اور جب تک یہ یقین نہیں ہوگیا کہ اس کے ذریعے عورت حاملہ ہوگئی

ہے، اس کے شوہر کو کچھ نہیں بتایا گیا۔ جب شوہر کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بہت خوش ہوا، لیکن اس نے درخواست کی کہ عورت کو یہ باتیں ہرگز نہ بتائی جائیں۔

اس واقعہ سے بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُس وقت تک مغرب میں بھی شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے نطفے سے عورت کا حاملہ ہونا سماج میں قابلِ نفرت سمجھا جاتا تھا۔ یہ صورتِ حال بیسویں صدی کے وسط تک برقرار رہی۔ قانونی طور پر بھی اس کی اجازت نہیں تھی۔ ۱۹۵۴ء میں امریکا میں Cook Country کی سپریم کورٹ نے ایک کیس میں زوجین کے درمیان اس وجہ سے علیٰحدگی کروادی کہ بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اجنبی مرد کے نطفے سے مصنوعی تلقیح کروائی تھی۔ عدالت نے یہ رولنگ دی کہ مصنوعی تلقیح سے ہونے والا بچہ چوں کہ نکاح کے دائرے سے باہر پیدا ہوا ہے، اس لیے یہ عمل غیر قانونی اور جرم ہے۔ اٹلی میں اسقفِ اعظم نے اسے گناہ قرار دیا اور مشورہ دیا کہ جو شخص اسے انجام دے اسے جیل بھیج دیا جائے۔ ۱۹۶۳ء میں امریکہ کی ایک عدالت نے فیصلہ دیا کہ مصنوعی تلقیح سے بچہ پیدا کرنا غیر قانونی ہے۔ اس لیے کہ اس میں اجنبی شخص کا حیوانِ منوی استعمال کیا جاتا ہے، جس سے عورت رشتۂ ازدواج میں منسلک نہیں ہوتی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس رجحان میں تبدیلی آنے لگی۔ ۱۹۶۴ء میں جارجیا پہلی ایسی امریکی ریاست ٹھہری جہاں مصنوعی تلقیح سے ہونے والی پیدائش کو قانونی حیثیت دی گئی، اس شرط کے ساتھ کہ اس کے لیے شوہر اور بیوی دونوں نے تحریری طور پر اجازت دی ہو۔ ۱۹۷۳ء میں کمشنرس آف یونی فارم اسٹیٹ لاز نے اور ایک سال کے بعد امریکن بار ایسوسی ایشن نے Uniform Parentago Act منظور کیا۔ اس کے مطابق اگر کسی عورت کی کسی اجنبی مرد کے حیوانِ منوی سے مصنوعی تلقیح اس کے شوہر کی اجازت سے ہوتی ہے تو حیوانِ منوی کا عطیہ دینے والے کو قانونی حقوق حاصل نہیں ہوں گے اور شوہر ہی کو اس بچے کا باپ سمجھا جائے گا۔

مصنوعی تلقیح تازہ اسپرم کے ذریعے بھی ممکن ہے اور منجمد اسپرم کو دوبارہ طبعی حالت پر لاکر بھی۔ منجمد اسپرم کے ذریعے مصنوعی تلقیح کا تصور سب سے پہلے اٹلی کے مشہور

ڈاکٹر Montegazza نے ۱۸۶۶ء میں پیش کیا۔ اس نے مشورہ دیا کہ جو شخص میدانِ جنگ میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے جارہا ہو اسے چاہیے کہ گھر پر اپنا اسپرم منجمد اور محفوظ کرکے جائے، تاکہ اگر وہ جنگ میں کام آجائے یا وہاں سے معذور ہوکر واپس لوٹے تو حسبِ ضرورت اس کا قانونی وارث جنم لے سکے۔ لیکن یہ تصور نصف صدی کے بعد عملی جامہ پہن سکا۔

اسپرم بینک کا آغاز وارتقاء

۱۹۳۸ء اور ۱۹۴۵ء کے درمیانی عرصے میں سائنس دانوں نے دیکھا کہ اسپرم منجمد اور محفوظ کیے جانے کے دوران منفی ۳۲۱ ڈگری فارن ہائٹ تک کا درجۂ حرارت برداشت کرسکتے ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں امریکی سائنس داں پارکس (A.S. Parkes) نے دو برطانوی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر ایک اہم دریافت کی۔ انھوں نے گلیسرول نامی رقیق محلول تیار کیا، جو اسپرم کو منجمد کرنے کے دوران اسے جراحت سے بچاتا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں امریکن سائنس داں ڈاکٹر جیروم شیرمن (Dr. Jerome K. Sherman) نے اس میں مزید بہتری پیدا کی اور پہلی مرتبہ منجمد اسپرم کے ذریعے عورت کے بیضہ کی بار آوری کا کامیاب تجربہ کیا۔ اس کا باقاعدہ اعلان دس سال کے بعد ۱۹۶۳ء میں 11th International Congress of Genetics میں کیا گیا۔ اس طرح اسپرم بینک کے امکانات میں دل چسپی لی جانے لگی۔ اس کے تقریباً ایک دہائی کے بعد ۱۹۷۰ء میں پہلا کمرشیل اسپرم بینک (Minnesota(Roseville میں قائم ہوا۔

اسپرم بینک کو Cryobank بھی کہا جاتا ہے۔ Cryo یونانی لفظ Kryos سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ 'پالا' (Frost) کے ہیں۔ اس بنا پر اسپرم بینک کا اطلاق ان طبی مراکز پر ہوتا ہے جہاں انسانی نطفہ میں پائے جانے والے حیوانات منویہ کو منجمد کرکے محفوظ کیا جاتا ہے، تاکہ آئندہ وقتِ ضرورت دوبارہ انھیں طبعی حالت پر واپس لاکر ان کے ذریعے استقرارِ حمل کروایا جاسکے۔ اسپرم کو کتنی مدت تک منجمد رکھا جاسکتا ہے؟ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ برطانیہ میں اسپرم کے ایک نمونہ کو اکیس (۲۱) سال تک منجمد رکھنے کے بعد اس سے

استقرارِ حمل کروایا گیا۔

ابتدا میں اسپرم بینکوں کی توجہ زیادہ تر ان مردوں کو سہولت فراہم کرنے پر تھی، جن میں بعض عوارض واسباب سے نامردی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً بعض مرد نس بندی کے ذریعے اپنی تولیدی صلاحیت ختم کرالیتے ہیں۔اسی طرح کینسر یا بعض دیگر امراض میں سرجری ضروری ہو جاتی ہے، یا بعض امراض میں کیمیاوی علاج (Chemotherapy) یا تابکاری (Radiation) کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ان صورتوں میں تولیدی صلاحیت ختم ہو سکتی ہے۔ اسپرم بینکوں کے ذریعے مردوں کو یہ سہولت حاصل ہوئی کہ وہ مذکورہ علاج کرانے سے قبل اپنے اسپرم کے نمونے ان مراکز میں جمع کرادیں، تاکہ بعد میں اگر انھیں اولاد کی خواہش ہو تو ان کے ذریعے اپنے جوڑوں میں مصنوعی تلقیح کرواسکیں۔لیکن ساتویں دہائی کے آخر میں Wisconsin University میں محققین اور معالجین کے ذریعے ہونے والے ایک سروے کے بعد یہ مرکز توجہ (Focus) تبدیل ہو گیا۔اس سروے میں بتایا گیا کہ امریکا میں 3.5 million بانجھ جوڑوں میں سے تقریباً نصف میں بانجھ پن کا سبب مردوں میں تھا اور یہ کہ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں میں سے خاصی بڑی تعداد اجنبی مردوں کے تازہ نطفے کے ذریعے مصنوعی تلقیح کرتی تھی۔ یہ نطفے وہ میڈیکل اسٹوڈینٹس یا اسپتال کے عملہ سے حاصل کرتے تھے۔اس سروے کی اشاعت کے بعد مجہول عطیہ دہندگان کے اسپرم کی طلب بڑھ گئی اور اس کی تکمیل اسپرم بینکوں کا ہدف بن گیا۔

ابتدا میں ڈاکٹر منجمد اسپرم کے استعمال کے حق میں نہیں تھے۔ان کا کہنا تھا کہ استقرارِ حمل کے سلسلے میں منجمد اسپرم کے مقابلے میں تازہ اسپرم زیادہ کارگر ہے۔لیکن آٹھویں دہائی کے وسط سے AIDS نامی موذی مرض کے انکشاف کے نتیجے میں منظر نامہ تبدیل ہو گیا۔ Hepatitis, HIV یا دیگر متعدی جنسی بیماریوں (Sexual Transmitted Diseases STD) کے اندیشے کے سبب American Association of Tissue Bank نے اپنے ممبر بینکوں کو تاکید کی کہ وہ تازہ اسپرم کا استعمال نہ کیا

کریں۔ ۱۹۸۸ء میں امریکہ میں صحتی نگہہ داشت کے اداروں (1) American Fertility Society (2) Food & drugs Administration (3) Centre for disease Control نے بھی تجویز دی کہ مصنوعی تلقیح کے لیے اجنبی مردوں کے صرف منجمد اسپرم استعمال کیے جائیں۔

موجودہ دور میں اسپرم بینکوں کا دائرہ اور طریقہ کار

مغرب میں اسپرم بینکوں سے تین طرح کی خواتین استفادہ کرتی ہیں:

۱۔ وہ شادی شدہ خواتین جن کے شوہر کسی وجہ سے تولیدی صلاحیت سے محروم ہوں۔

۲۔ ہم جنسیت میں مبتلا خواتین (Lesbians)۔

۳۔ وہ خواتین جن کا نکاح نہ ہوا ہو، لیکن وہ ماں بننا چاہتی ہوں (Single Parents)۔

ان خواتین کو اختیار رہتا ہے کہ وہ اسپرم بینک سے ایسے مجہول افراد کا اسپرم لیں جنھیں اپنی خاندانی زندگی کا جزنہ بنانا چاہتی ہوں، یا ایسے افراد کا اسپرم حاصل کریں جن سے بعد میں وہ خود یا پیدا ہونے والا بچہ بالغ ہونے کے بعد رابطہ کرسکیں۔

یہ خواتین عموماً اسپرم حاصل کرکے خود اپنے اندر مصنوعی تلقیح کرواتی ہیں اور استقرار حمل کے بعد متعینہ ایام گزرنے پر بچے جنتی ہیں۔ کچھ خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جو حمل کے لیے کسی دوسری عورت کا رحم کرایے پر لیتی ہیں۔ بیضہ بچہ چاہنے والی عورت کا ہوتا ہے اور اسپرم عطیہ دینے والے مرد کا۔ دونوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کرکے کرایے کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے، جس میں استقرار شدہ جنین کی پرورش ہوتی ہے۔

بعض بینک اسپرم حاصل کرنے والی خواتین کو آئندہ ہونے والے بچے کی جنس کے انتخاب کی بھی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ سائنسی طور پر یہ بات معلوم و متحقق ہے کہ اسپرم میں Y Chromoseme لڑکے (Male) کی پیدائش کے ذمے دار ہوتے ہیں، جب کہ X Chromosome سے لڑکی (Female) پیدا ہوتی ہے۔ X اور Y کروموزوم کو الگ الگ کرنے کے لیے اسپرم بینک 'طریقۂ سباحت' (Swimup Method) اختیار

کرتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب میں تازہ حاصل کیے گئے اسپرم کے ساتھ Sperm Extender شامل کرکے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ نصف گھنٹے کے بعد Y کروموزوم، جو ہلکے ہوتے ہیں، اوپر تیرنے لگتے ہیں، جب کہ X کروموزوم، جو بھاری ہوتے ہیں، نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ اولاً جنس کی تعیین میں یہ طریقہ سو فی صد کامیاب نہیں ہے، ثانیاً بعض ممالک میں قانونی طور سے اس پر پابندی عائد ہے۔

اسپرم بینکوں میں اپنے اسپرم کا عطیہ دینے والے بعض افراد رفاہی جذبے سے ایسا کرتے ہیں، جب کہ بعض اپنے عطیے کا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ نو (۹) ملکوں میں عطیۂ حیوان منوی (Sperm Donation) پر ہونے والے اُنتیس (۲۹) مطالعات (Studies) کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ عطیہ دہندہ کو ایک انزال (Ejaculation) پر دس (۱۰) ڈالر سے ستر (۷۰) یوروتک ملتے ہیں۔ نیویارک میں واقع Cryos International Sperm Bank سے رابطہ رکھنے والے عطیہ دہندگان کے درمیان ہونے والے سروے سے معلوم ہوا کہ عطیہ کے مذکورہ بالا دوہی مقاصد اہم ہیں۔ اس اسپرم بینک میں عطیہ پر جو معاوضہ طے تھا، ۲۰۰۴ء میں اس میں سو فی صد اضافہ کردیا گیا، لیکن نہ نئے عطیہ دہندگان نے رجوع کیا نہ پرانے عطیہ دہندگان کے عطیوں کی تعداد (Frequency) میں اضافہ ہوا۔ ایک سال کے بعد معاوضہ کی سابقہ شرح بحال کردی گئی، تب بھی دونوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ نہ عطیہ دہندگان کی تعداد کم نہ ہوئی اور ان کی باریوں میں کمی آئی۔

جو افراد اسپرم بینک کو اپنے اسپرم کا عطیہ دیتے ہیں وہ ان بچوں کی کوئی قانونی ذمہ داری نہیں لیتے جو ان کے اسپرم سے پیدا ہوئے ہوں۔ اس سلسلے میں اسپرم بینک اپنے عطیہ دہندگان سے باضابطہ معاہدہ (Agreement) کر لیتے ہیں۔

اسپرم بینک میں بعض شادی شدہ افراد بھی اپنا اسپرم محفوظ کرواتے ہیں، مثلاً وہ فوجی جو محاذِ جنگ پر جارہے ہوں (خلیجی جنگ میں بہت سے امریکی فوجیوں نے یہ کام کیا)، یا کینسر وغیرہ کے وہ مریض جو اپنا کیمیاوی علاج (Chemotherapy) کروا رہے ہیں۔

اسپرم بینک عطیہ پر ابھارنے کے لیے پبلسٹی کے تمام ممکنہ ذرائع استعمال کرتے

ہیں، خاص طور پر وہ اس کام کے لیے انٹرنیٹ اور Gay & Lesbian Publications کا سہارا لیتے ہیں۔عموماً اٹھارہ (۱۸) سے پینتالیس (۴۵) سال کے درمیان کی عمر کے افراد کا اسپرم حاصل کیا جاتا ہے۔ جو افراد ان سے رجوع کرتے ہیں ان کا بہت تفصیل سے معاینہ (Checkup) کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی امراض (Genetic Diseases) ، کروموسوم سے متعلق نقائص (Chromosomal Abnormalities) یا اسپرم کے ذریعے منتقل ہونے والے متعدی امراض (Sexual Transmitted infections) کا شکار تو نہیں ہیں۔ اگر وہ صحت مند ہوں تو ان کے اسپرم کا نمونہ لے کر اس کی بھی خورد بینی حیاتیاتی جانچ (Microbiological test) کی جاتی ہے کہ اس میں متحرک حیواناتِ منویہ کی تعداد کیا ہے؟ ان میں تولیدی صلاحیت کتنی ہے؟ عملِ انجماد کے دوران وہ زندہ رہ پائیں گے یا نہیں؟ وغیرہ۔ پھر مخصوص تکنیک سے اسے منجمد کرکے چھ ماہ کے لیے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اسے 'وقفۂ قرنطینہ' (Quarantine Period) کہا جاتا ہے۔ یہ وقفہ گزرنے کے بعد عطیہ دہندہ کا دوبارہ ٹیسٹ یہ جاننے کے لیے کیا جاتا ہے کہ اسے کوئی انفیکشن تو نہیں ہے۔ نتیجہ منفی ہونے کی صورت میں اس کے سپرم کو مصنوعی تلقیح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

اسپرم بینک عطیہ دہندگان کے بارے میں مکمل معلومات محفوظ رکھتے ہیں۔ مثلاً نسل، تعلیم، قد، ہیئت، جلد کی رنگت، آنکھوں کا رنگ، بلڈ گروپ وغیرہ۔ ان میں سے کچھ معلومات انٹرنیٹ پر دست یاب ہوتی ہیں اور کچھ ان افراد کو بہ راہ راست دی جاتی ہیں جو اسپرم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بعض خواتین ایک ہی عطیہ دہندہ کے اسپرم سے ایک سے زیادہ بچے پیدا کرنا چاہتی ہیں تو اسپرم بینک اس کی بھی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ امریکہ کے شہر اسکینڈیڈو، کیلی فورنیا میں ۱۹۸۰ء میں ایک اسپرم بینک Respository for Germinal Choice کے نام سے قائم ہوا تھا، یعنی عمدہ نطفہ کا مرکز۔ (تقریباً دو دہائیوں کے بعد یہ مرکز اپنے بانی Robart Graham کی وفات کے بعد بند ہوگیا)۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نوبل انعام یافتہ افراد سے ان کے نطفے حاصل کرکے انھیں محفوظ کرتا

اور اعلیٰ ذہانت کی حامل ایسی خواتین کو، جن کے شوہر تولیدی صلاحیت سے محروم ہوں، مصنوعی تلقیح کے لیے پیش کرتا ہے۔

اسپرم بینک کے صحیح اور منظم طریقے سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے مختلف ممالک میں قواعد وضوابط وضع کیے گئے ہیں۔ مثلاً بعض ممالک میں مجہول عطیہ دہندگان کے اسپرم استعمال کرنے پر پابندی ہے۔ بعض ممالک غیر شادی شدہ عورت کو عطیۂ حیوانِ منوی کے ذریعے مصنوعی تلقیح کی اجازت نہیں دیتے۔ بعض ممالک نے یہ تعداد متعین کردی ہے کہ اسپرم کے ایک عطیہ سے زیادہ سے زیادہ کتنے بچے پیدا کیے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اس کے خواست گاران اپنی مطلب براری کے لیے دیگر ممالک کا سفر کرتے ہیں، جہاں اس کی اجازت ہے۔ اسے 'تولیدی سیاحت'(Fertility Tourism) کا نام دیا گیا ہے۔ بعض اسپرم بینک اپنے یہاں محفوظ اسپرم کو تولیدی علاج (Fertility Treatment) کے علاوہ دیگر کاموں میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً وہ زائد از ضرورت نمونوں کو اندرونِ ملک یا بیرونِ ملک دیگر اسپرم بینکس کو فروخت کردیتے ہیں۔ بعض بینک اسپرم کو قابلِ استعمال بنانے (Processing)، محفوظ کرنے اور سپلائی کرنے کو بزنس بنالیتے ہیں۔ بعض بینک تعلیمی اور تحقیقی مقاصد سے، متعلقہ اداروں کو اسپرم فراہم کرتے ہیں۔ اس چیز نے موجودہ دور میں بین الاقوامی تجارت کی شکل اختیار کرلی ہے، جس میں دنیا بھر کے ممالک شریک ہیں۔ ڈنمارک دنیا کا ایسا ملک ہے جو سب سے زیادہ اسپرم ایکسپورٹ کرتا ہے۔

اسپرم بینک۔مغربی کلچر کی دین

بانجھ پن اور تولیدی صلاحیت سے محرومی یوں تو صحت عامہ کے ایسے مسائل ہیں جو پوری دنیا میں عام ہیں، لیکن خاص طور سے انھوں نے مغربی ممالک میں خطرناک صورت اختیار کرلی ہے۔ اس کا بنیادی سبب وہ کلچر اور طرزِ معاشرت ہے جو مغرب کی پہچان بن گیا ہے۔ وہاں عورتوں کو بے محابا آزادی حاصل ہے۔ اباحیت عروج پر ہے۔ جنسی تسکین کے لیے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ صنفِ مخالف سے جنسی تعلق اگر

زور زبردستی قائم کیا جائے تب تو وہ جرم اور قابلِ تعزیر ہے، لیکن اگر اس میں دونوں فریقوں کی مرضی شامل ہو تو اس پر کوئی روک ٹوک اور قید نہیں۔ حتّٰی کہ خلافِ وضعِ فطرت جنسی اعمال کو بھی قانونی جواز عطا کر دیا گیا ہے۔ کسی چیز کا ضرورت سے زیادہ اور غلط طریقے سے استعمال موجبِ فساد ہوتا ہے۔ یہی معاملہ مغرب میں جنس (Sex) کے سلسلے میں ہوا ہے۔ جنسی آوارگی، اباحیت اور انارکی کا نتیجہ وہاں مردوں میں تولیدی صلاحیت سے محرومی اور عورتوں میں بانجھ پن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پھر ان مسائل کا جو حل تلاش کیا گیا اس میں انسانی قدروں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اس انحراف کے نتیجے میں انسانی معاشرہ جن سماجی اور نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار ہوتا ہے، ان سے مکمل صرفِ نظر کر لیا گیا۔ خلاصہ یہ کہ مصنوعی تلقیح اور اسپرم بینک کے تصورات خالص مغربی کلچر کی پیداوار ہیں۔ یہ جدید سائنسی طریقے بہ ظاہر بعض مسائل کو حل کرنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے بہت سے نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں، جن کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔

نظامِ خاندان پر کاری ضرب

اسپرم بینک کے رواج نے خاندان کے استحکام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ نسلِ انسانی کے تسلسل کے لیے فطرت نے زوجین کو ایک دوسرے کا محتاج اور ضرورت مند بنایا تھا۔ شوہر کا یہ احساس کہ بیوی کی کوکھ میں اس کا بچہ پل رہا ہے، اسے بیوی کی مسلسل خبر گیری اور نگہ داشت رکھنے، اس کی تمام ضرورتیں پوری کرنے اور اس کی سرپرستی کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ اور بیوی کا یہ احساس کہ قدرت کا یہ انمول تحفہ اسے شوہر کے ذریعہ ملا ہے، اس کے دل میں شوہر کی قدر و منزلت اور محبت پیدا کرتا تھا۔ اسپرم بینک کے ذریعے اجنبی مرد کے نطفے سے مصنوعی بار آوری کے عمل نے دونوں کو ان احساسات سے عاری کر دیا ہے اور ان کا باہم جذباتی تعلق ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ دونوں بسا اوقات مالی اور مادی منفعتوں کے حصول کے لیے ایک ساتھ رہتے ہیں، ورنہ ان کے درمیان محبت و مودت اور انسیت کا تعلق نہیں رہتا۔

مغرب میں ہم جنسیت (Homosexuality) کے فروغ اور آزادیٔ نسواں

کے نتیجے میں صورت حال میں مزید بگاڑ آ گیا ہے۔عورت کے عورت کی جانب جنسی میلان کو فطری قرار دے کر ان کے درمیان باہم شادی کو قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے۔ایسی عورتوں کی بھی خاصی تعداد ہوگئی ہے جو روایتی نکاح کو مردوں کی بالادستی قرار دے کر اس سے انکاری ہیں۔چنانچہ وہ تنہا ہی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتی ہیں۔پھر ان کی ممتا جاگتی ہے تو وہ اسپرم بینکوں سے رجوع کر کے اور وہاں سے اپنی پسند کے اسپرم حاصل کر کے مصنوعی تلقیح کروالیتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مغربی ملکوں میں خاندانی نظام چرمرا کر رہ گیا ہے۔

نسب کی پامالی

نظامِ خاندان کے تحت اور شوہر کے نطفے سے تولید کی صورت میں افرادِ خاندان کے درمیان گہرا اور قریبی تعلق قائم ہوتا ہے۔رشتوں کی پاس داری کی جاتی ہے۔ان کے درمیان محبت ومودت استوار ہوتی ہے۔وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے اور ان کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں۔اسی بنا پر انسانوں میں اپنے نسب کی حفاظت کی فطری خواہش پائی جاتی ہے۔باپ اپنے بیٹوں کو عزیز رکھتا ہے اور بیٹے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کا باپ کون ہے؟ اسپرم بینک کے رواج نے تصورِ نسب کو قصۂ پارینہ بنا دیا ہے۔یہ بینک اسپرم کے عطیہ دہندگان کے ذاتی اوصاف وخصوصیات کا تو ریکارڈ رکھتے ہیں، لیکن ان کی شناخت کو عموماً ظاہر نہیں کرتے۔اگرچہ بعض ملکوں میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں کہ عطیہ دہندگان کے مکمل احوال وکوائف اور شخصی معلومات کا بھی ڈاٹا تیار کیا جائے، اس لیے کہ پیدا ہونے والے بچے کا یہ بنیادی حق سمجھا جاتا ہے کہ اگر بالغ ہونے کے بعد وہ یہ جاننا چاہے کہ اس کا باپ کون ہے؟ تو اسے صحیح معلومات حاصل ہوسکیں۔لیکن نہ عطیہ دہندگان اپنے نجی کوائف کو ریکارڈ کروانا چاہتے ہیں، نہ اسپرم کا عطیہ حاصل کرنے والی عورتوں کو اس سے کوئی دل چسپی ہوتی ہے۔اسی بنا پر اسپرم بینکوں میں محفوظ ذخیرہ کا غالب حصہ اسپرم کے مجہول نمونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

انسانی تجارت کا پیش خیمہ

زمانۂ قدیم میں انسانی تجارت عام تھی۔انسانوں کو خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ان کی

منڈیاں قائم تھیں اور بازار لگتے تھے، جہاں ان کی بولیاں لگائی جاتی تھیں۔خواہش مند آتے اوراپنی پسند کے غلام اورلونڈیاں چھانٹ کر لے جاتے تھے۔ان سے خود کام لیتے اوراپنے اعزاءواقارب کو تحفے میں دیتے تھے۔پھر زمانہ بدلا، بیداری آئی،انسانی عظمت و رفعت کا احساس جاگا تو انسانوں کی خرید وفروخت کو قابلِ نفرت سمجھا جانے لگا،اس سلسلہ میں نئے قوانین وضع کیے گئےاور بالآخر پوری دنیامیں اس پر پابندی عائد کردی گئی۔

اسپرم بینک نے آج نئے انداز سے انسانی تجارت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ انسانی تخلیق میں کام آنے اور واسطے بننے والی ہر چیز آج خریدی اور بیچی جاسکتی ہے۔اسی طرح اسے کرایے پر فراہم اور حاصل کیا جاسکتا ہے،چاہے وہ عورت کا بیضہ ہو یا مرد کا اسپرم، یا ان دونوں کی تلقیح اوراس کے بعد جنین کی پرورش کے لئے عورت کا رحم۔مزید برآں یہ سہولت بھی حاصل ہے کہ خواہش مند جس کوالٹی کا اسپرم چاہیں،انھیں مل سکتا ہے۔کسی لمبے شخص کا، گورے کا، اعلی تعلیم یافتہ کا، بزنس مین کا، سائنس داں کا،حتی کہ نوبل انعام یافتہ کا۔جن خصوصیات کے حامل شخص کا بھی اسپرم مطلوب ہو،تجارتی منڈی میں وہ دست یاب ہے۔اس کی مقررہ قیمت ادا کرکے اسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔اب تک یہ چیزیں الگ الگ فراہم ہیں۔بچے چاہنے والوں کے پاس جس چیز کی کمی ہوتی ہے وہ اسے خرید کر حسبِ ضرورت بچے پیدا کروالیتے ہیں۔لیکن وہ دن دور نہیں جب ان چیزوں کی تجارت کرنے والے خود بچے پیدا کرواکے بین الاقوامی مارکیٹ میں انھیں فروخت کے لیے پیش کرنے لگیں گے۔

اسلام کا نقطۂ نظر

اسلام نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہ نمائی کی ہے۔مرد اور عورت کے درمیان کیسے تعلقات ہوں؟ ان کی جنسی خواہشات کی تکمیل کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ خاندانی زندگی کیسے گزاری جائے؟ ان تمام امور سے متعلق اصولی باتیں اس نے کھول کھول کر بیان کردی ہیں۔ان کی روشنی میں مصنوعی تلقیح اوراسپرم بینک کے بارے میں اسلام کا موقف بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

کسی اجنبی مرد کے نطفے سے بار آوری زنا کے مترادف ہے

اسلام نے نسل انسانی کے تسلسل کا واحد جائز ذریعہ نکاح کو قرار دیا ہے۔اس کے نزدیک صرف نکاح کے بعد ہی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کو قانونی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے۔ماورائے نکاح جنسی تعلق کو وہ زنا قرار دیتا ہے اور اسے انتہائی گھناؤنا عمل قرار دیتے ہوئے اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔قرآن کہتا ہے کہ:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلاً (الاسرائ:۳۲)

زنا کے قریب نہ پھٹکو۔وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ما من ذنب بعد الشرک أعظم عند اللہ من نطفة وضعها رجل فی رحم لایحلّ له۔[۴]

بارگاہ الٰہی میں شرک کے بعد اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں کہ آدمی اپنا نطفہ کسی ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔

امام فخر الدین رازیؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ زنا میں بہت سے سماجی، تمدنی اور اخلاقی مفاسد پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔[۵]

اسلامی تعلیمات کی رو سے جس طرح نکاح کے بغیر مرد اور عورت کا جنسی تعلق حرام ہے، اسی طرح شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے نطفے سے عورت کے بیضے کی مصنوعی تلقیح بھی حرام ہے۔اس بنا پر اسلام ضروری قرار دیتا ہے کہ جن افراد کے نطفے اور بیضے سے جنین کی تخلیق ہو لازماً وہ رشتۂ ازدواج میں بندھے ہوئے ہوں ۔ اس کے نزدیک نہ شوہر کے نطفے سے کسی اجنبی عورت کے بیضے کی بار آوری جائز ہے اور نہ بیوی کے بیضے کو کسی اجنبی مرد کے نطفے سے بار آور کیا جاسکتا ہے۔

شیخ محمود شلتوت، سابق شیخ الجامع الازہر مصر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

أمّا اذا كان التلقیح بماء رجل أجنبی عن المرأة لا یربط بینهما عقد زواج، فانه یكون فی نظر الشریعة الاسلامیة ذات التنظیم الانسانی الكریم جریمة منكرة واثماً عظیماً یلتقی مع الزنا فی إطار واحد، جوهرهما واحد ونتیجتهما واحدة[۶]

اگر تلقیح اجنبی مرد کے نطفے سے ہو اور عورت اور مرد رشتۂ ازدواج سے منسلک نہ ہوں تو اسلامی شریعت، جس نے انسانی تعلقات کے لیے پاکیزہ ضابطے بنائے ہیں، اس کی نظر میں سنگین جرم اور عظیم گناہ ہے۔ یہ زنا ہی کی ایک شکل ہے۔ دونوں کا جوہر ایک ہے اور دونوں کا نتیجہ بھی ایک ہے۔

عمدہ نطفے کا انتخاب۔جاہلی طریقہ

اسپرم بینک خواہش مندوں کو یہ سہولت بھی فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی پسند کے عمدہ اسپرم کا انتخاب کرسکیں۔اس ذوق کی تسکین کے لیے نوبل انعام یافتگان کا اسپرم بینک قائم کیا گیا تھا۔ یہ سراسر جاہلی طریقہ ہے، جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔حضرت عروہ بن زبیرؒ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ عہدِ جاہلیت میں نکاح (مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق) کے چار طریقے رائج تھے۔ان میں سے ایک طریقہ یہ تھا:

كان الرجل يقول لامرأته اذا طهرت من طمثها ارسلي الى فلان فاستبضعي منه، ويعتزلها زوجها ولا يمسّها أبداً حتّٰى يتبيّن حملها من ذلك الرجل الذى تستبضع منه،فاذا تبيّن حملها أصابها زوجها اذا احبّ، وانما يفعل ذلك رغبة فى نجابة الولد،فكان هذا النكاح نكاح الاستبضاع ۷۔

عورت جب حیض سے پاک ہوتی تو اس کا شوہر اس سے کہتا تھا: تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس سے جنسی تعلق قائم کرو۔اس کے بعد وہ اپنی بیوی سے الگ تھلگ رہتا اور اسے اس وقت تک ہاتھ نہ لگاتا تھا، جب تک اس مرد سے تعلق کے نتیجہ میں اس کا حمل ظاہر نہ ہوجاتا۔حمل ظاہر ہوجانے کے بعد وہ حسبِ خواہش اس سے جماع کرتا تھا۔ایسا اچھی نسل سے اولاد حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا تھا۔اسے 'نکاح الاستبضاع' کہا جاتا تھا۔

یہ ایک فرسودہ، بے بنیاد اور گم راہ کن تصور ہے کہ اچھی نسل، اعلیٰ تعلیم یا دیگر عمدہ خصوصیات کے حامل مرد کے اسپرم سے اگر تلقیح کروائی جائے تو انہی خصوصیات کا حامل بچہ پیدا ہوگا۔ بچے میں موروثی خصوصیات باپ اور ماں دونوں کی طرف سے منتقل ہوتی ہیں ۔اس کے علاوہ اس کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں دیگر عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ Isodora Duncan نامی خاتون نے ایک مرتبہ نوبل انعام یافتہ مشہور انگریز ادیب اور دانش ور جارج برنارڈ شا (م ۱۹۵۰ئ) کو لکھا: ''آپ کے پاس دنیا کا سب سے اعلیٰ دماغ ہے اور میرے پاس خوب صورت ترین جسم ۔ہم دونوں مل کر ایک اعلیٰ خصوصیات کا حامل بچہ پیدا کرسکتے ہیں۔'' برنارڈ شا نے اس کا یہ جواب دیا: ''عزیزِ من! اگر بچے میں

میرے جسم اور تمہارے دماغ کی وراثتی خصوصیات منتقل ہو گئیں تو کیا ہوگا ؟!''

شوہر کے انتقال کے بعد اس کے محفوظ نطفے سے بارآوری جائز نہیں

پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر کسی مرض یا عذر کی وجہ سے زوجین کے درمیان طبعی طور پر جنسی تعلق قائم نہ ہو سکے تو شوہر کے نطفے سے مصنوعی تلقیح کے ذریعے بیوی کو بارآور کیا جا سکتا ہے۔اس ضمن میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا نطفہ اسپرم بینک میں جمع کرایا ہو تو کیا اس کی وفات کے بعد بیوی اسے حاصل کر کے اور اس کے ذریعہ بارآور ہو کر بچہ پیدا کر سکتی ہے؟ اسلامی شریعت کی رو سے اس کا جواب نفی میں ہے۔اس لیے کہ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا اس سے ازدواجی رشتہ منقطع ہو جاتا ہے۔اسی وجہ سے وہ عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

بین الاقوامی اسلامی فقہی اکیڈمیوں میں اس موضوع پر غور وخوض کیا گیا ہے اور تمام فقہاء نے بالاتفاق شوہر کی وفات کے بعد اس کے نطفے سے عورت کی تلقیح کو حرام قرار دیا ہے۔ مجمع البحوث العلمیة نے اپنے اجلاس منعقدہ عمان ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں فیصلہ کیا کہ:

> ''شوہر کے انتقال کے بعد اس کے نطفے سے بیوی کو بارآور کرنا شرعی طور پر حرام ہے، اس لیے کہ اب وہ اس کی بیوی نہیں رہی۔ یہ فعل شرعاً حرام ہے، اس لیے کہ یہ ایک مرد کے حیواناتِ منویہ کو ایسی عورت کے رحم میں ڈالنے کے مثل ہے جو اس کے لیے اجنبی ہے، کیوں کہ موت نے ان کے درمیان رشتۂ ازدواج کو ختم کر دیا ہے۔'' ۸؎

ڈاکٹر ابوالفضل محسن ابراہیم نے اس موضوع پر اسلامی شریعت کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے:

> ''اسلامی قانون کی رو سے یہ بھی ناجائز ہوگا کہ ایک شوہر اپنا نطفہ مادۂ تولید بینک میں اس خیال سے جمع کرائے کہ اس کی موت کے بعد اسے اس کی بیوی کو حاملہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکے۔کیوں کہ موت اس معنیٰ میں رشتۂ ازدواج کو کالعدم کر دیتی ہے کہ عورت عدّت پوری کرنے کے بعد کسی

دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔لہٰذا شوہر کی موت کے بعد اس کے محفوظ نطفہ
سے اس کی بیوی کو حاملہ کرنا بھی ایک ناجائز فعل ہوگا۔'' ۹؎

شوہر کی زندگی میں اس کے محفوظ نطفے سے بار آوری کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنا نطفہ اسپرم بینک میں جمع کرادیا ہو، اس کے بعد کسی حادثہ کی وجہ سے وہ جماع پر قادر نہ ہوسکے، یا کسی نوعیت کے علاج کے نتیجے میں اس کی قوتِ مردمی ختم ہوگئی ہو، تو کیا بعد میں اس کی زندگی میں اس کے نطفے سے اس کی بیوی مصنوعی تلقیح کرواسکتی ہے؟ اس سوال کا جواب فقہاء کی تحریروں یا فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں میں صراحت سے تو نہیں ملتا، لیکن ان کے دیگر فیصلوں کی روشنی میں اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم المجمع الفقهي الاسلامي مکہ مکرمہ نے اپنے ساتویں سمینار منعقدہ ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء اور آٹھویں سمینار منعقدہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء میں اور تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیر نگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمّان (اردن) ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ''شوہر کے نطفے سے بیوی کی مصنوعی تلقیح، خواہ بہ راہ راست کی جائے یا بیرونی طور پر پہلے ان کے نطفے اور بیضے کو ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کرلیا جائے، پھر اس بار آور بیضہ کو عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔'' ۱۰؎ اور یہ معلوم ہے کہ مصنوعی تلقیح تازہ اسپرم کے ذریعے بھی ممکن ہے اور اسپرم بینک میں محفوظ منجمد اسپرم کے ذریعے بھی۔ اس بنا پر جس طرح شوہر کے تازہ اسپرم سے بیوی کی مصنوعی تلقیح جائز ہے، اسی طرح اسپرم بینک میں محفوظ اس کے نطفے سے بھی کی جاسکتی ہے۔

اسپرم بینک کا قیام اور اسپرم کی خرید فروخت

گزشتہ تفصیل سے واضح ہوا کہ اسپرم بینک سے استفادہ کی بیش تر صورتیں اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہیں۔ اگرچہ مغربی ممالک میں اسے بہت زیادہ رواج مل گیا ہے اور مغربی کلچر کے زیر اثر دنیا کے بیش تر ممالک میں اسپرم بینک قائم ہو گئے ہیں،